روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۷۷ اتوار ۷ رجب ۱۴۱۵ھ ۱۱۔ فتح ۱۳۷۳ ہش ۱۱۔ دسمبر ۱۹۹۴ء

اہل تقویٰ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں

ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہی کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کیلئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہرگز نہیں ہے کہ جو اس کے حضور عاجزی سے گر پڑے۔ وہ اسے خائب و خاسر کرے اور ذلت کی موت دیوے جو اس کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ ایسی نظیر ایک بھی نہ ملے گی کہ فلاں شخص کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق تھا اور پھر وہ نامراد رہا۔ خدا تعالیٰ بندے سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہش اس کے حضور پیش نہ کرے اور خالص ہو کر اس کی طرف جھک جاوے جو اس طرح جھکتا ہے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور ہر ایک مشکل سے خود بخود اس کے واسطے راہ نکل آتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۲۲۰)

سانحہ ارتحال

○ محترم چوہدری محمد صدیق صاحب ایم اے انچارج خلافت لائبریری رقم فرماتے ہیں۔

نہایت ہی غم کی حالت میں تحریر ہے کہ عزیزم مکرم محمد رفیق احمد صاحب لیفٹیننٹ کمانڈر پاکستان نیوی کراچی ابن چوہدری غلام رسول خان صاحب (وفات یافتہ) چنگا بنگیال تحصیل گوجر خان مورخہ ۹۴-۱۲-۴ علی الصبح اچانک دل کے عارضہ سے وفات پاگئے۔

آپ موصی تھے ان کی میت ۹۴-۱۲-۵ کی صبح ربوہ پہنچی۔ پاکستان نیوی کے جوان بھی ساتھ تھے۔ ۱۱ بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی اور خاکسار نے قبر پر دعا کروائی۔ ان کی بیوہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ دو بیٹیاں واقفین زندگی کی زوجیت میں گھانا اور یوگنڈا میں ہیں۔

آپ حد درجہ پارسا، شریف الطبع اور خلیق تھے۔ رشتہ میں خاکسار کے بڑے بھائی صوبے دار میجر محمد رشید الدین صاحب (وفات یافتہ) کے داماد اور میرے بیٹے منیر احمد پرنسپل احمدیہ سکول کمپالا یوگنڈا کے خسر تھے۔ نیز مولانا نسیم مہدی صاحب کے خالہ زاد بھائی تھے۔

احباب کرام سے ان کی بلندی درجات اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق ملنے کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

دعائے نعم البدل

○ مکرم صفدر نذیر گولیکی مربی بینن BENIN تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دوسری بچی شادی کے گیارہ سال بعد عطا فرمائی۔ بچی کے سر میں بوقت پیدائش پانی بھرا ہوا تھا۔ علاج کے باوجود دن بدن بیماری اور تکلیف میں اضافہ ہوتا گیا بالآخر ۵ ماہ کی عمر میں بچی بقضائے الہٰی وفات پاگئی۔ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل سے نوازے۔

نصیحت بھی کرو تو خندہ پیشانی سے کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو اگرچہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے کی ہی نیکی ہو۔ اب یہ بھی بہت ہی گہرا مضمون ہے جیسے کہ میں نے کہا تھا کہ معمولی چندہ دیکر بھی اگر تم خدا کی محبت حاصل کر سکتے ہو تو معمولی ہی دو۔ مگر دو ضرور۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو اگرچہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ہی پیش آنے کی نیکی ہو۔ اور یہ معمولی نیکی جو ہے آنحضرت ﷺ کے نزدیک یہ عام دنیا میں بہت بڑی نیکی بن چکی ہے۔ اب کیونکہ آنحضرت ﷺ جس مکارم الاخلاق پر فائز تھے، جس بلندی پر آپؐ کا قدم تھا۔ آپؐ نے بہت چھوٹی نیکی جو دیکھی وہ یہ کہ خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔ اور یہاں حال یہ ہے کہ اپنے بچوں سے بھی لوگ خندہ پیشانی سے پیش نہیں آتے۔ اپنی بیویوں سے بھی خندہ پیشانی سے پیش نہیں آتے۔ اپنی بہنوں بھائیوں سے بھی خندہ پیشانی سے پیش نہیں آتے۔ اور ناک بھوں چڑھا کر بات کرتے ہیں یہاں تک کہ کئی بچے تنگ آکر بڑے درد کا اظہار کرتے ہیں۔

آج ہی ڈاک میں مجھے اپنی تحقیق کا جواب ملا ہے اس کا بالکل اسی مضمون سے تعلق ہے۔ ایک بچی نے اپنے باپ کی بدسلوکی بداخلاقی سے تنگ آ کے مجھے لکھا کہ خدا کے واسطے ہمارے گھر کا ماحول درست کرا دیں۔ نیک آدمی ہے مگر نیکی کے نام پر اتنی سختی ہے کہ ہماری زندگی عذاب بنی ہوئی ہے اس پر میں نے مقرر کیا خاص ایک آدمی کو جن کے متعلق میں سمجھتا تھا کہ نصیحت کرنے کا سلیقہ ہے۔ پیار اور محبت سے ایسے نازک معاملات میں دخل دے سکتے ہیں۔ جہاں ایک آدمی بھونڈے طریق پر بات کرے تو الٹا حال پہلے سے بھی زیادہ بگاڑ دے۔ اور ہوتا بھی ہے بعض دفعہ۔ مگر اب میں کوشش کرتا ہوں کہ ایسا ہی آدمی لوں جس کو ان باتوں کا سلیقہ ہو۔ ان کی رپورٹ ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں طرف کی کچھ غلط فہمیاں تھیں وہ دور ہوئیں اور اس بچی نے جھوٹ بھی نہیں بولا ہوا سختی ضرور تھی لیکن باپ کی نیکی کا تو اعتراف کر لیا۔ اپنی بعض کمزوریوں کا اعتراف نہیں کیا کہ اس کو جو غصہ آتا ہے وہ کس بات پر زیادہ آتا ہے۔ تو میرے نمائندہ نے جا کر دیکھا۔ بتایا مجھے۔ اور اب دونوں طرف ایک قسم کے سمجھوتے کا ماحول پیدا ہو گیا ہے۔ انہوں نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں (اللہ تعالیٰ نے چاہا تو) کمزوریاں تو ہیں میں دعا کی طرف زیادہ توجہ کروں گا اور سختی سے پیش

باقی صفحہ ۷ پر

خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۱-فتح - ۱۳۷۳ ھش ۱۱- دسمبر ۱۹۹۴ء

عقل اور جوش

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں :-

"یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں زبردست دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے۔ اس کو ایک نور دیا جاتا ہے۔ جس سے اسکی عقل وفکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔"

صبر اور بردباری کا نمونہ دکھانے سے انسان کو ایک نور دیا جاتا ہے۔ نور سب سے زیادہ اس کام آتا ہے کہ اس سے ارد گرد کی ہر چیز نظر آنے لگتی ہے انسان ہر چیز کو پہچاننے لگتا ہے۔ راستہ ہے تو اسے صاف دکھائی دیتا ہے۔ چیزیں ہیں تو ان کی کیفیت اس کے سامنے آنے لگتی ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو اس کی ہر معاملے میں حقیقی رہنمائی کرتی ہے۔

کہتے ہیں کہ جلدی کرے یعنی بغیر سوچ سمجھ کے کوئی کام کرنے کی کوشش کرے تو بسا اوقات ہمیں گڑھے پیش آجاتے ہیں۔ یعنی انسان ان میں گر جاتا ہے۔ اسے سوچنے کا موقعہ نہ ملا۔ اسے بات کو سمجھنے کا موقعہ نہ ملا۔ اسے صحیح طور پر راستے کو دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔ اور نتیجہ اس کے لئے خطرناک ثابت ہوا۔ عقل اور جوش میں جو فرق ہے وہ ہمارے مختلف کاموں سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ عقل سے کام لیں تو ہم سوچتے ہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صحیح راستہ اختیار کرتے ہیں۔ جوش سے کام لیں تو ہم عقل کو دھتا بتا دیتے ہیں اور جلدی جلدی کام شروع کرنے اور اسے ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات کام کا آغاز بھی غلط ہو جاتا ہے اور اس کا نتیجہ بھی غلط نکلتا ہے۔ اسی لئے حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ عقل صحیح راستے پر لے جاتی ہے۔ جوش ہمیں بھول بھلیوں میں ڈال دیتا ہے۔

انسان سوچتا ہے تو پیش منظر اور پس منظر دونوں کو سامنے رکھتا ہے۔ اور نہیں سوچتا جوش سے کام لیتا ہے تو نہ پس منظر سامنے ہوتا ہے نہ پیش منظر۔ اور جھٹ پٹ کام کر لینے اور جو دل میں اور ذہن میں بات آتی ہے اس پر عمل کر لینے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کے بہت بڑے بڑے نتائج نکل آتے ہیں۔ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ اتنی چھوٹی سی بات اور انسان کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ لیکن بات یہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ جوش میں تو انسان دیکھتا ہی کچھ نہیں اسے غصہ آتا ہے تو کہتے ہیں وہ اندھا ہو جاتا ہے اور انسان ٹامک ٹوئیاں تو مار سکتا ہے لیکن از خود صحیح راستہ اختیار نہیں کر سکتا۔ عقل کے لئے ہمیں صبر کی ضرورت ہے اور بردباری کی ضرورت ہے۔ کیونکہ عقل سوچتی ہے نتیجہ پر پہنچنے کے لئے اسے وقت درکار ہوتا ہے اور یہی وقت دراصل صبر اور بردباری کا ہوتا ہے حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ جو صبر کرتا ہے اور جو بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اسے ایک نور دیا جاتا ہے اس کے لئے ایک روشنی پیدا کر دی جاتی ہے۔ وہ دیکھنا شروع کرتا ہے اور دیکھتا چلا جاتا ہے۔ اور جوں جوں وہ دیکھتا ہے اس کی بصیرت تیز ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور اسی بصیرت کی تیزی ہی کو حضرت صاحب نے عقل و فکر کی قوتوں میں روشنی پیدا ہونے سے تعبیر کیا ہے۔

ہمارا کام یہ ہے کہ ہم ہر بات کو عقل کے زمرے میں لائیں۔ عقل کو محاکمہ بنائیں عقل کو اس سلسلے میں اس طرح استعمال کریں جیسے یہ ہمارا ہاتھ پکڑ کر آگے لے جا رہی ہو کیونکہ یہ ایک نور ہے۔ یہ ایک روشنی ہے دل کی بھی اور دماغ کی بھی۔ اور جتنا ہم اس سے کام لیں گے اتنا ہی ہمارے کاموں کے نتائج زیادہ بہتر نکلیں گے۔ پس ہمیں صبر اور بردباری کا نمونہ دکھانا چاہئے اور ہمیں اس سے نور حاصل کرنا چاہئے اور اس نور کو رہنمائی کا موقعہ دیا جانا چاہئے۔

آج بھی کوئی عیادت کے لئے آ نہ سکا
آج بھی اپنے دلِ زار کو بہلا نہ سکا
سوچتا ہوں کہ میں کب، کس کی، عیادت کو گیا
نہ گیا تھا تو بھلا کس لئے مَیں جا نہ سکا

ابوالاقبال

یہ عجیب مرحلے ہیں، یہ عجیب امتحاں ہے
کبھی اضطرابِ دل ہے، کبھی ابتلائے جاں ہے

یہ دبی دبی سی آہیں، یہ تھمے تھمے سے آنسو
یہ کمالِ ضبطِ غم ہی تو مزاجِ عاشقاں ہے

تجھے کیا بتاؤں کیا ہے، غمِ دل بُری بلا ہے
یہ زمیں سلگ رہی ہے، یہ جہاں دُھواں دُھواں ہے

کبھی دِل نثارِ جاناں، کبھی جاں سپردِ یاراں
یہاں جان و دِل ہیں ارزاں، یہ دیارِ عاشقاں ہے

ترے غم کا ہے سہارا، ترا غم ہے سب سے پیارا
جنہیں یہ نہیں گوارا، وہ حدیثِ دیگراں ہے

تری بزم، تری محفل، ہے فروغِ دیدہ و دل
یہ حصارِ عاشقاں تھی، یہ حصارِ عاشقاں ہے

تھی جبینِ شوق میری، ہے جبینِ شوق میری
ترا سنگِ آستاں تھا، تیرا سنگِ آستاں ہے

مجھے کوئی غم نہیں ہے، مری آنکھ نم نہیں ہے
یہ سکون کم نہیں ہے، نہ چمن نہ آشیاں ہے

یہ جو اِک خیال سا ہے تُو ملے محال سا ہے
مجھے احتمال سا ہے کوئی اور درمیاں ہے

ڈاکٹر محمود الحسن

انسانی پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی پرستش اور معرفت ہے

انسان کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے۔ کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا اور تمام عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے خواہ کوئی انسان اس کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

پس خدا تعالیٰ نے (جن پر تو نے انعام فرمایا) کی راہ بھی خوب کھول دی ہے۔ اور (جن پر تیرا غضب نازل ہوا) کی راہ بھی خوب کھول دی ہے اور قرآن کریم میں اس کا وضاحت سے ذکر موجود ہے۔ پس آج کل رمضان میں خصوصیت کے ساتھ اپنے گھروں میں اس مضمون کو جاری کرنا چاہئے اور اس دلچسپ مضمون کے ذریعہ اپنے اپنے بچوں کی علمی اور اخلاقی اور عملی تربیت کرنی چاہئے۔ قرآن کریم ایک موقعہ پر فرماتا ہے۔ (........) اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسا دن آئے گا کہ جب ظالم اپنی انگلیوں کے پورے تکلیف اور بے چینی اور بے قراری اور حسرت کے ساتھ چبائے گا۔ کہے گا کہ اے کاش میں اپنے رسول کے ساتھ راہ اختیار کرتا۔ اس راہ پر پڑتا جس راہ پر رسول چلا تھا اس لئے یہ جو ذکر میں کر رہا ہوں یہ صرف تاریخی ذکر نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس راہ پر چلے ہیں وہ راہ آج ہمارے لئے محفوظ کر دی گئی ہے اور اس کو ہم صراط مستقیم کہتے ہیں پس صرف دعاؤں کی حد تک نہیں بلکہ روزمرہ کی عملی زندگی میں آج بھی ہمیں اس رسول کے ساتھ سفر اختیار کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو قرآن کریم فرماتا ہے۔ (........) وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کاٹے گا۔ اور کہے گا کہ کاش مجھے رسول کی معیت حاصل ہوتی اور میں اس پر چلتا جس راہ پر رسول نے مجھے ڈال دیا تھا پھر فرمایا وہ کہے گا صرف (جن پر تو نے انعام فرمایا) کا مضمون نہیں بلکہ (نہ تو جن پر تیرا غضب نازل ہوا) کا مضمون بھی بیان ہوا ہے وہ کہے گا وائے حسرت اے کاش میں فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بناتا اور اس کے طریق اختیار نہ کرتا۔ اس نے مجھے ذکر ملنے کے بعد پھر مجھے اس ذکر سے گمراہ کر دیا۔ (...) اور شیطان کی تو یہ فطرت ہے کہ وہ موقع پر ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور گمراہ کرنے کے بعد پھر آپ غائب ہو جاتا ہے۔ اور انسان کو مصیبتوں میں مبتلا چھوڑ کر اس سے دغابازی کر جاتا ہے۔ (......) اور رسول خدا کے حضور یہ شکایت عرض کرے گا کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا ہے' پس ذکر سے مراد قرآن کریم ہے گویا یہ مضمون ہمیں صرف ماضی میں نہیں بلکہ حال کی دنیا اور ہمیشہ مستقبل کی دنیا میں لے جاتا ہے۔ آنے والی نسلوں کو مستقبل کی دنیا میں لے جاتا ہے اور موجودہ نسلوں کو حال کی دنیا میں۔ اور یہ بتایا ہے کہ وہ راہیں ماضی سے تعلق نہیں رکھتیں جن کو تم (.......) کی راہیں کہتے ہو اور وہ راہیں بھی صرف ماضی سے تعلق نہیں رکھتیں جن کو تم (جن پر تیرا غضب نازل ہوا) کی راہیں کہتے ہو بلکہ قرآن کریم اور سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شکل میں آج تمہارے سامنے پڑی ہیں۔ پس تم کیسی دعائیں مانگتے ہو کہ (...) اے خدا ہمیں صراط مستقیم دکھا اور ان راہوں پر چلا جو ان لوگوں کی راہیں تھیں جن پر تو نے انعام فرمایا اور وہ راہیں تمہارے سامنے کشادہ اور کھلی پڑی ہیں اور تم ایک قدم آگے نہیں بڑھاتے اور پھر یہ دعا مانگتے ہو کہ (جن پر تیرا غضب نازل ہوا) جو لوگ ہیں ان کی اور ضالین کے گروہ کی راہوں سے ہمیں بچا۔ ان راہوں پر ہم قدم نہ ماریں جن پر مغضوب چلتے رہے اور جن پر گمراہ لوگ چلتے رہے اور جب ان دو راہوں میں سے ایک اختیار کرنے کا وقت آتا ہے تو روزمرہ میں تم مغضوب اور ضالین کی راہ پر چل پڑتے ہو لیکن قیامت کے دن تم حسرت سے یاد کرو گے اور یہ کہو گے' اے کاش ایسا نہ ہوتا۔ کاش!! ہم اس سے پہلے مر چکے ہوتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی راہ کو چھوڑ کر ایک ایسے بدبخت کی راہ اختیار کر لی جس نے ہمیں ذکر سے یعنی قرآن کریم سے پرے ہٹا دیا پس ہر ایسا دوست جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قدم بڑھانے سے مانع ہو۔ ہر ایسا تعلق جس کے نتیجے میں انسان رفتہ رفتہ نیکیوں سے محروم ہوتا چلا جائے اور پیچھے ہٹتا چلا جائے اور بدیوں کی طرف بڑھنا شروع کر دے تو وہی خلیل ہے' وہی (جن پر تیرا غضب نازل ہوا) کی راہ دکھانے والا ہے۔ وہی ضالین کی راہ دکھانے والا ہے۔

پس ایسے تعلقات سے پرہیز کریں اور صحبت صالحین اختیار کریں یعنی ایسے لوگوں سے تعلق بڑھائیں جن کے نتیجے میں آپ کو قرآن کے ساتھ محبت بڑھتی ہو اور رسول کے ساتھ محبت بڑھتی ہو۔ اس ذکر کو اپنے گھروں میں عام کریں۔ آج کل بہت ہی اچھا موقعہ ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہے۔ بچے بھی اٹھتے ہیں۔ اگر وہ روزے نہیں رکھ سکتے تو سحری کھانے کے لئے اٹھ جاتے ہیں۔ اگر ایک روزہ نہیں رکھ سکتے تو بعض بچے ایک دن میں دو دو تین تین روزے رکھتے ہیں' ایک بچے سے میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ کتنے روزے رکھے تو اس نے کہا: آج میں نے پانچ روزے رکھے تو بڑوں سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن روزے کا احترام ہے۔ مجھے یہ جواب سن کے بڑی خوشی ہوئی۔ اس کے دل میں روزے کا پیار ہے۔ وہ اسے قابل فخر سمجھتا ہے اس لئے اس نے دن میں پانچ دفعہ کھانا کھایا تو اس نے کہا میں نے پانچ روزے رکھے ہیں تو ان پانچ روزے رکھنے والوں کو پانچ نمازوں کی بھی عادت ڈالیں۔ ان کو بتائیں کہ یہ نمازیں تو تم پڑھ سکتے ہو اور نماز کے طریق سمجھائیں۔ حمد کی جو باتیں آپ سنتے ہیں وہ آگے ان کو ذہن نشین کروائیں اور گھر میں پیار کی مجلسیں لگائیں' عورتوں بچوں کی مجالس اور ان کو سمجھائیں کہ اس طرح عبادت کی جاتی ہے۔ یہ یہ مقاصد ہیں۔ پھر جن بچوں کو یہ توفیق ملتی ہے کہ وہ روزہ رکھ سکیں ان کو ساتھ ساتھ یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ روزہ محض صبح کچھ کھانے سے نہیں رکھا جاتا کیونکہ محض کھانے سے تو جسم کو غذا ملتی ہے اور یہ مہینہ روح کی غذا کا ہے۔ اس لئے تم صبح نفلی عبادت بھی کیا کرو۔ پس یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ جسم کی غذا کو خدا نے کم کیا ہے اور روح کی غذا کو بڑھایا ہے۔ اس لئے روزے کا ایک تعلق جسم سے ہے جس میں اس کی غذا کو کم کیا گیا ہے۔ ایک تعلق روح سے ہے جس میں اس کی غذا کو بڑھایا گیا ہے۔ پس اگر تم روح کی غذا بڑھاؤ گے نہیں اور محض جسم کی غذا گھٹاتے چلے جاؤ گے تو یہ فاقہ کشی ہے' روزہ نہیں' اس مضمون کو آرام سے نرم لفظوں میں بچوں کی زبان میں ان کو سمجھائیں اور ان کو نوافل پڑھوانا شروع کریں۔ اور چھوٹی عمر میں اگر نفلوں کی عادت پڑ جائے اور احساس ہو کہ میں نے وقت کے اوپر اٹھنا ہے اور نفل پڑھنے ہیں تو وہ عادت بعض دفعہ ہمیشہ کے لئے دل پر نقش ہو جاتی ہے اور انسانی فطرت کا حصہ بن جاتی ہے۔ میں نے جو تہجد پڑھنے والے اکثر لوگ دیکھے ہیں وہ وہی ہیں جن کو بچپن میں عادت پڑ گئی مگر جو گھر ذکر سے خالی ہوں وہ تو لَیۡتَنِیۡ والی بات ہے کہ کاش ان کی دوستی ہمیں نصیب نہ ہوتی۔ جہاں تہجد تو درکنار نمازوں کا بھی اہتمام نہ ہو وہ زندگی سے خالی گھر ہیں جو رمضان کے مہینے میں جاگ اٹھتے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں ان کی زندگی کی چہل پہل دکھائی دیتی ہے' اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور ان گھروں کو خود بھی عبادت پر ہمیشہ قائم رہنے کے عزم کرنے چاہئیں اور رمضان المبارک میں بچوں کو عبادت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ بعض دفعہ جو عادت بچے اختیار کرتے ہیں اس پر وہ قائم رہتے ہیں اور بڑے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ پھر بچے ان کو یاد کراتے ہیں اور کہتے ہیں۔ بھئی! آپ تو ہمیں کل کہہ رہے تھے کہ نماز پڑھا کرو اور تہجد پڑھا کرو۔ آپ تو اب مزے سے رات کو دیر تک باتیں کرتے ہیں اور صبح دیر سے اٹھتے ہیں تو یہ کیا بات ہوئی؟ بچہ بعض دفعہ بے تکلفی سے اپنے ماں باپ کو ایسی باتیں سنا دیتا ہے کہ اگر کوئی باہر سے سنائے تو اس سے لڑائی ہو جائے تو یہ دن ہیں۔ ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔ اللہ ہم سب کو ذکر کی توفیق عطا فرمائے اور ایسے رنگ میں عبادت کی توفیق بخشے کہ ہمیں عبادت میں گہری لذت آنی شروع ہو جائے۔ اور سب سے زیادہ لذت ہمیں عبادت کے ذریعے خدا سے تعلق میں پیدا ہو جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ لکھتے ہیں کہ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کوئی اور لذت ایسی نہیں جیسی خدا کی محبت میں ملتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (ذوقِ عبادت اور آدابِ عاشقی [illegible])

ٹیوشن کا جواز؟

مکرم وقار حسین صاحب نے لاہور سے اپنے ایک خط مطبوعہ فرنٹیئر پوسٹ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء میں ٹیوشن کے خلاف مہم کے حق میں دلائل دئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ٹیوشن فی زمانہ والدین پر ایک اضافی بوجھ ہے جس کو بلاشبہ کم کیا جاسکتا ہے کچھ عرصہ قبل حکومت نے بھی اس کے خلاف مہم شروع کی تھی اور سرکاری اساتذہ کو ٹیوشن سے منع کیا تھا۔

وہ لکھتے ہیں کہ چند دن پہلے کی بات ہے کہ مسٹر محمد خالد گورایہ جو کہ ایک پرائیویٹ ادارے نصرت جہاں اکیڈمی کے پرنسپل ہیں نے ایک اور قسم کی مہم شروع کی ہے۔ انہوں نے پیرنٹ ٹیچر میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے ٹیوشن کے سلسلے میں ایک مختصر اور پر مغز تقریر کی۔ جس میں انہوں نے بچوں کے والدین کو نصیحت کی کہ وہ اپنے بچوں کو کسی قسم کی ٹیوشن نہ پڑھوائیں۔

اس خط میں ٹیوشن کے خلاف مہم کو سراہا گیا ہے اور اساتذہ پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ از خود ٹیوشن کا جواز پیدا کرتے ہیں۔ اور اس مہنگائی کے دور میں اپنی اضافی آمد پیدا کرنے کے لئے ٹیوشن کا سہارا لیتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حکومت کو چاہئے کہ اساتذہ کی اقتصادی مشکلات کا مداوا کرے۔ اس مقصد کے لئے ڈاکٹروں کی طرح اساتذہ کو بھی نان پریکٹس الاؤنس دیا جائے پھر بھی اگر کوئی استاد ٹیوشن سے باز نہ آئے تو اس کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے۔

خط لکھنے والے فاضل دوست کے دلائل اپنی جگہ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ اپنے باپ یا والدہ یا بھائی وغیرہ سے تعلیمی مدد لیتا ہے تو وہ بھی ایک قسم کی ٹیوشن ہے۔ کیا اس کو بھی

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن العطاء

میرا کالم

شام کے وقت ایک گنجان آبادی جسے راولپنڈی کی جھگیاں بھی کہتے ہیں سے گذر رہے تھے کہ شریف احمد صاحب نے ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔ یہ وہ جگہ ہے جسے میں کبھی بھول نہیں سکتا اور پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہنے لگے ایک دن ادھر سے گذر رہا تھا۔ موٹر سائیکل پر سوار تھا۔ پیچھے میں نے اپنے کاغذات رکھے ہوئے اور ان میں میرا شناختی کارڈ بھی تھا۔ نہیں معلوم کس وقت اور کہاں وہ تمام کاغذات گر گئے اور شناختی کارڈ گم ہو گیا چند روز کے بعد دوستوں نے بتایا کہ ریڈیو سے ایک لڑکی کی طرف سے اعلان ہو رہا تھا کہ اس نام اور اس نمبر کا آئِڈ نٹِیٹی کارڈ ملا ہے۔ جس کا ہو وہ لے لے۔ اس سے قبل میں دو سو روپیہ ادا کر کے اخبار میں اشتہار بھی چھپوا چکا تھا۔ میں نے اس لڑکی کے نام جس نے ریڈیو پر اعلان کروایا تھا۔ ایک خط لکھا اور بتایا کہ آئِڈ نٹِیٹی کارڈ میرا ہے۔ چنانچہ میں اس کے دئے ہوئے پتے پر پہنچ گیا۔ میں نے اپنے اعلان میں یہ بھی کہا ہوا تھا کہ جو شخص میرا آئِڈ نٹِیٹی کارڈ واپس کرے گا اسے دو سو روپیہ انعام دوں گا۔ چنانچہ میں گھومتا گھماتا تلاش کرتا ہوا ان جھگیوں میں پہنچا جہاں کا اس لڑکی نے پتہ دیا ہوا تھا۔ لڑکی کا باپ ملا غریب اور پریشان حال لیکن اس کا متفکرانہ چہرہ اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ اہم کردار کے لوگ ہیں۔ اس کی بیٹی جس نے یہ اعلان کروایا تھا میٹرک کی طالبہ تھی۔ میں نے کارڈ لینے کے بعد دو سو روپیہ اسے دینے کی کوشش کی تو وہ کہنے لگی۔ کہ میری نیکی برباد نہ کیجئے۔ میں نے اتنی تگ و دو کی کہ ریڈیو کا پتہ معلوم کر کے وہاں پہنچی وہاں جا کر آپ کے کارڈ کا اعلان کروایا۔ اور آپ نے اخبار میں اشتہار دیا اور اس طرح مختلف باتیں آپس میں ملتی گئیں اور اب یہ کارڈ آپ کے حوالے ہے میں نے یہ کام خدا کی خاطر کیا ہے اور میں اس کا معاوضہ لینے کے لئے تیار نہیں۔ اس کی بڑی منت سماجت کی گئی کہ میں نے اعلان کیا ہوا ہے یہ معاوضہ نہیں ہے یہ محض آپ کی نیکی کی پذیرائی کا ایک رنگ ہے میں اس کا صلہ تو نہیں دے سکتا۔ صلہ تو خدا تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ آپ نے اتنی بڑی نیکی کی ہے اور اس نیکی کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے آپ نے اتنی تگ و دو کی ہے۔ آپ مجھ سے یہ حقیری رقم ضرور لے لیں۔ اس کا باپ بھی انکار کرتا رہا۔ اور اسے بھی اصرار رہا کہ وہ اپنی اس چھوٹی سی نیکی کو یہ رقم لے کر برباد نہیں کرنا چاہتی وہ اگر جزا کی طالب ہے تو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اس نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کیا ہے نہ کہ کسی معاوضے کے حصول کے لئے۔ بہر حال ایک لمبی منت سماجت کی تگ و دو کے بعد میں اس بات میں کامیاب ہوا کہ دو سو روپیہ اس کی نیکی کی پذیرائی سمجھتے ہوئے اس کی جھولی میں ڈال دیا۔ میں حیران ہوں کہ جھگیوں میں رہنے والی ایک لڑکی اپنی اس نیکی پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے جزا طلب کرتی ہے۔ حالانکہ جھگیوں میں رہنے والے لوگ تو مفلوک الحال ہوتے ہیں اور انہیں جو کچھ بھی مل جائے وہ ان کے لئے مال غنیمت ہے۔ میں اس لڑکی کے کردار پر غور کرتا ہوں تو مجھے یوں نظر آتا ہے کہ ایک نہایت بلند کردار وجود پاکستان میں کھڑا ہے۔ اس کے ارد گرد تو بالکل بے کردار چھوٹے چھوٹے لوگ کھڑے ہیں۔ اگر سب کے سب لوگ اسی طرح نیکی کو سمجھنے لگیں اور نیکیوں پر عمل کرنے لگیں اور ان کی جزا خدا تعالیٰ ہی سے طلب کریں تو کیا یہ دنیا بدل نہ جائے۔ ہم یہاں ہر روز لاشیں دیکھتے ہیں۔ خون میں لتھڑی ہوئی لاشیں اور ہر طرف گولیاں چلتی ہیں۔ اکا دکا ہی نہیں زیادہ تعداد میں بھی لوگ بیک وقت مارے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب انسان ہیں اور جانتے ہیں کہ سب انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گولیوں سے چھلنی کرنا اور ان کی لاشوں کو بے دھیان چھوڑے رکھنا کہ جس کا جی چاہے اٹھا کر لے جائے۔ چاہے کتے ہی کیوں نہ ہوں کیا یہ انسانیت ہے جو دنیا میں رہ گئی ہے۔ کیا یہ کردار ہے جو ہم اپنے ملک کے دوسرے لوگوں اور بیرونی ممالک کے سامنے پیش کر کے اپنے ملک کو عظیم تر بنانا چاہتے ہیں۔ کیا یہ عظیم تر بنانے کی کوششیں ہیں۔ سوائے اس لڑکی کے کہ جس نے اس تگ و دو کے بعد بھی جو لوگ عام طور پر نہیں کرتے کاغذات ملے تو عام طور پر پھاڑ کر پھینک دئے جاتے ہیں۔ اسے کاغذات ملے۔ ان میں آئڈ نٹنی کارڈ بھی تھا اس کا پتہ اس نے پوری طرح پڑھا۔ اور پتہ پوچھتی پچھاتی ریڈیو سٹیشن پہنچ گئی۔ انہیں کارڈ دکھایا اور بتایا کہ کسی شخص کا موٹر سائیکل پہ گرا کر چلا گیا۔ کوئی شخص موٹر سائیکل پر سوار تھا۔ اس کے یہ کاغذات گر گئے ہیں جن میں آئڈنٹِیٹی کارڈ بھی ہے اور اس کے آگے ساری کارروائی چلی۔ میں سمجھتا ہوں کہ شریف احمد صاحب نے اس جگہ کو ہمیشہ یاد رکھنے کا عزم کر کے اپنے کردار کی اچھی مثال پیش کی ہے۔

چاہئے اچھوں کو جتنا چاہئے
وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہئے

اس میں کیا شک ہے کہ اس لڑکی کا کردار جس کا ہم نام بھی نہیں جانتے اور جس سے ہماری کوئی شناسائی نہیں ہے ہمیشہ ہمارے دلوں پر نقش رہے گا۔ بعض اوقات دیگر لوگوں کو بھی دیکھا گیا ہے۔ کوئی رکشا ڈرائیور ہے کوئی ٹیکسی چلاتا ہے اور ان کے رکشوں میں یا ان کی ٹیکیوں میں بعض لوگ غلطی سے کچھ رقوم چھوڑ جاتے ہیں۔ لیکن وہ تو بڑی عمر کے لوگ ہیں۔ یہ بچی جو صرف میٹرک کا امتحان دے رہی ہے اور جس نے اتنی تگ و دو کی اس کی مثال آسانی سے نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے۔ شریف احمد صاحب نے بھی اس کے لئے دعائیں کیں اور میرے دل سے بھی اس کے لئے دعائیں نکلیں۔ اللہ تعالیٰ اسے کامیاب زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔

محمد یعقوب امجد

تحریکِ جدید کی اہمیّت

تحریک جدید کا آغاز جس دور میں ہوا' وہ نہایت نازک اور پر آشوب دور تھا۔ اس لئے کہ بعض مخالف تحریکیں جماعت احمدیہ کی کامیابیوں سے قطعاً ناخوش تھیں۔ اور وہ چاہتی تھیں کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کی راہ کو مسدود کر دیا جائے۔ مگر جماعت احمدیہ کے امام ثانی نے اپنی بیدار مغزی اور غیر معمولی ذہانت سے کام لے کر تحریک جدید کی مبارک تحریک کا آغاز فرمایا۔ مخلصین نے اپنی اپنی بساط کے مطابق بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیا اور امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس اہم دینی تحریک کو نہ صرف کامیاب کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا' بلکہ اس تحریک کو شب و روز کی محنت سے اس طرح پروان چڑھایا اور آگے آگے بڑھایا کہ اس تحریک نے نہ صرف اپنے مقصد کو پورا کیا بلکہ ایک تناور درخت بن کر اقصائے عالم تک اپنے سائے کو پھیلا دیا۔

آج جماعت احمدیہ کا نظام ۱۴۲ ملکوں پر محیط ہے۔ یہ سراسر فضل و احسان خداوندی ہے' مگر تحریک جدید نے ان کے نظام کو چلانے اور کامیاب بنانے کے لئے جو نمایاں کردار ادا کیا ہے اس کی اہمیت سب پر عیاں ہے۔ اپنے اور پرائے سبھی حیران ہیں کہ وہ پودا جسے اکھاڑ پھینکنے کی باتیں ہو رہی تھیں' آج وہی پودا مضبوطی سے جڑیں زمین میں گاڑ چکا ہے اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور ہر آنے والی صبح ایک نئی شان کے ساتھ اس پودے کے نشوونما پانے کی خبر لا رہی ہے۔ یہ سب کچھ تحریک جدید کا فیض ہے۔ اس مبارک تحریک کی ضرورت و اہمیت سے انکار کیونکر ہو سکتا ہے؟

تحریک جدید کا موجودہ سال ۳۱۔ اکتوبر کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ مگر تا حال سال رواں کی وصولی کا ہدف پورا نہیں ہوا' جبکہ بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر وعدوں میں اضافہ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ احباب جماعت سے یہ گزارش ہے کہ نہ صرف ۳۱۔ اکتوبر سے پہلے پہلے اپنے وعدہ جات کی ادائیگی کریں' بلکہ حسب توفیق اپنے وعدہ میں خود بھی اضافہ کریں اور اپنے ماحول میں احباب کو اس اضافے کے لئے تلقین بھی کریں۔ یاد رہے کہ الٰہی جماعتوں کے کام نہ رکے ہیں اور نہ رک سکتے ہیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ بڑی بڑی رقمیں پیش کرنے کی خواہش کریں گے' مگر سلسلے کے اموال میں اتنی برکت پیدا ہو چکی ہو گی کہ پھر اموال کی چنداں ضرورت نہ رہے گی۔ پس آج ضرورت ہے اور آپ کو پکار اجا رہا ہے۔ اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لیجئے۔ اس سے پہلے کہ وہ وقت آ جائے کہ جماعت چندوں سے بے نیاز ہو کر خود کفیل ہو جائے۔

تحریک جدید کا موجودہ دور اس لئے اہم ہے کہ اب بفضل اللہ اس کے طفیل ۱۴۲ ملکوں میں دعوت الی اللہ کا کام وسیع بنیادوں پر جاری ہے۔ اس کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔ آپ اپنے ماحول کا جائزہ لیں اگر کوئی دوست اس مبارک تحریک میں حصہ لینے سے رہ گیا ہو' تو اسے بھی اس میں داخل کریں۔ نیکی کے کام کے لئے کسی دوسرے کو آگاہ کرنے والا یا قائل کرنے والا اس نیکی کرنے والے جیسا ثواب رکھتا ہے۔ پس احباب کو اس کار ثواب میں نہ صرف خود شامل ہونا ہے بلکہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں دوسروں کو بھی اس میں شامل کرنا ہے۔ آخر پر پھر گزارش ہے کہ سال رواں کے ختم ہونے میں چند دن باقی ہیں۔ اس لئے ان ایام میں زیادہ سے زیادہ وصولی کا اہتمام کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ آنے والے سال کے لئے احباب کو شامل کرنے کے لئے بھی ابھی سے التفات فرمایا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر کی توفیق ارزانی فرمائے۔ تاکہ اس کام کی جو رفتار تیز ہوئی ہے وہ تیز سے تیز تر ہو جائے۔ یاد رہے یہ خدائی

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر احمد خان رفیق

روٹری کلب

اس صدی کے اوائل میں امریکہ میں چند تاجر پیشہ دوست ایک ریسٹورنٹ میں دوپہر کے کھانے کے لئے اکٹھے ہوئے۔ باتوں باتوں میں یہ بات بھی آئی کہ تجار حضرات دن رات اپنے کاموں اور اپنی تجارتوں کے فروغ میں یوں مگن رہتے ہیں کہ انہیں نہ تو ایک دوسرے سے مل بیٹھنے کا ہی موقع نصیب ہوتا ہے اور نہ اپنی تجارتوں کے سوا وہ دنیا کی اور باتوں سے زیادہ واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ اس گفتگو کے نتیجہ میں ان کے مابین یہ قرار پایا کہ ہفتہ میں ایک روز دوپہر کے کھانے پر یہ دوست اکٹھے ہوا کریں گے اور تجارت کے علاوہ دیگر دلچسپ امور کو بھی زیر بحث لایا کریں گے یہ تھی ابتداء روٹری کلب کی جو آج بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور دنیا کا شاید کوئی ایسا ملک ہوگا جہاں روٹری کلب مضبوطی سے قائم نہ ہو۔ اکثر بڑے ممالک میں تو ہر بڑے شہر میں متعدد کلب قائم ہیں۔ ہر کلب کا ہفتہ میں کسی مقررہ دن پر لنچ یا ڈنر کے لئے اجلاس منعقد ہوتا ہے۔ جس میں باہر سے مقررین کو بھی بلایا جاتا ہے۔ تقریروں پر سوالات و جوابات بھی ہوتے ہیں۔ روٹری کلب ملک کے خیراتی اداروں کے لئے معقول رقوم بھی جمع کرتی رہتی ہیں۔ اور اس بات کا انتظام بھی کرتی ہیں کہ کلب کے ممبران ملکی عمائدین سے نہ صرف واقفیت حاصل کریں بلکہ ان کے خیالات بھی سنیں۔

انگلستان میں دو ہزار سے زائد کلب موجود ہیں۔ کلب میں داخلہ کے لئے یہ معیار ہے کہ ممبر وہی شخص بنے۔ جس کا مالی لین دین کا معیار پاک صاف ہو اور وہ اپنی بزنس کے سربراہوں میں سے ہو۔ گویا ہر روٹری کلب میں اس علاقہ یا شہر کے معززین کی اعلیٰ ترین نمائندگی ہوتی ہے۔ روٹری کلب پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن میرے اس مضمون کا مقصد انگلستان کے وانڈز ورتھ کے علاقہ کے روٹری کلب کا تذکرہ کرنا ہے جس کے ساتھ جماعت احمدیہ انگلستان کا ایک خاص تعلق رہا ہے۔ وانڈز ورتھ کے علاقہ میں بیت الفضل لندن واقع ہے یہ لندن میں عبادت کے لئے بنائی جانے والی دین حق کی سب سے پہلی بیت الفضل ہے۔ ۱۹۲۴ء میں اس کی بنیاد حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی اور ۱۹۲۶ء میں اس کی تکمیل پر اس کے افتتاح کی سعادت سر عبد القادر کے حصہ میں آئی۔

۱۹۲۸ء میں وانڈز ورتھ میں ایک روٹری کلب کے قیام کا فیصلہ ہوا۔ بانی ممبران کلب میں حضرت مولوی فرزند علی خان صاحب امام بیت الفضل شامل تھے۔ اور کلب کے سب سے پہلے اجلاس میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اور دعا کی حضرت خان صاحب کی ہندوستان واپسی پر حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب درد کو روٹری کلب میں شمولیت کی دعوت دی گئی اور پھر یہ سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہوگیا۔ کلب میں امام صاحبان کی شرکت سے جہاں دین حق کی اشاعت کا زبردست موقع ان کے ہاتھ آیا وہاں لوکل معززین اور حکومتی نمائندگان سے بھی تعلق کا سلسلہ قائم ہوگیا۔

وانڈز ورتھ روٹری کلب کے ایک مشہور ممبر مسٹر ریمنڈ کنگ ہوا کرتے تھے۔ جب خاکسار اس کلب کا ممبر بنا تو ان سے دوستی ہوگئی اور خاصا آنا جانا شروع ہوا۔ ایک دن میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کو تو بہت سارے امام صاحبان سے واسطہ پڑا ہے۔ آپ ان میں سے کن سے متاثر ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر امام اپنے انداز میں منفرد تھا۔ اور کلب کے لئے ان کی موجودگی بہت دلچسپی کا باعث ہوتی تھی۔ لیکن میں جن صاحب سے بے حد متاثر ہوا وہ تھے مولانا درد صاحب۔ وہ انگریزی مزاج کو بخوبی سمجھتے تھے۔ اور کلب پر چھائے رہتے تھے۔ ان کا مشورہ صائب اور وزن والا ہوتا تھا۔ انگریزی زبان پر انہیں ملکہ حاصل تھا۔ اس کی مثال مسٹر کنگ نے یہ دی کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا درد صاحب نے اپنی کتاب دی لائف آف احمد کا ابتدائی مسودہ مجھے اس غرض کے لئے دیا کہ میں اس میں انگریزی زبان کے لحاظ سے اصلاح کروں۔ میں نے مسودہ کو لفظ بلفظ پڑھا لیکن ایک بھی غلطی نہ نکال سکا۔ البتہ سٹائل میں کچھ مشورے ضرور دیئے۔ مسٹر کنگ نے یہ بھی کہا کہ وہ مولانا جلال الدین صاحب شمس سے اس لحاظ سے بے حد متاثر تھے کہ ان کا عیسائیت کا علم خود عیسائیوں سے بھی زیادہ تھا۔ اور وہ بائیبل کی آیات بغیر بائیبل کو دیکھے سنا دیا کرتے تھے۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے وانڈز ورتھ روٹری کلب کو بارہا خطاب فرمایا۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں تو وانڈز ورتھ روٹری کلب کا آنریری ممبر ہوں۔ کلب کے ممبران کو بھی آپ سے دلی عقیدت تھی۔ جس کا اظہار انہوں نے بارہا خاکسار سے بھی کیا۔

خاکسار کی روٹری کلب وانڈز ورتھ کی ممبر شپ کو اب ۳۰ سال ہو رہے ہیں۔ اس دوران خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی توفیق عطا فرمائی کہ قریباً ۴۵۰ روٹری کلبوں کو دین حق کے موضوع پر خطاب کی توفیق ملی۔ حالانکہ عام طور پر روٹری کلبوں میں سیاسی اور مذہبی امور پر تقاریر کے لئے کسی کو نہیں بلایا جاتا۔

۱۹۷۸ء میں خاکسار کو اس کلب کے صدر منتخب ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ جب کہ متواتر پانچ سال نائب صدارت کا عہدہ بھی خاکسار کے پاس رہا۔ روٹری کلب وانڈز ورتھ کے ممبران حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہے۔ اور اس طرح روٹری کلب کے ذریعہ جماعت کے کام اور نام سے اس علاقہ کے لوگوں کو شناسائی ہوتی رہی۔

۱۹۷۶ء میں خاکسار کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے دورۂ امریکہ میں حضرت صاحب کی معیت نصیب ہوئی۔ ڈیٹن میں حضرت صاحب جس ہوٹل میں قیام پذیر تھے۔ خاکسار بھی اسی ہوٹل میں مقیم تھا۔ ایک دن وہاں دیکھا کہ روٹری کلب ڈیٹن کا اجلاس ہو رہا ہے۔ چونکہ روٹری کلب کا ممبر دنیا بھر میں کسی بھی روٹری کلب میں جا سکتا ہے۔ خاکسار نے بھی اس کے اجلاس میں شرکت کی۔ صدر مجلس نے بالخصوص خاکسار کو دعوت دی کہ خاکسار انہیں اپنے بارہ میں بتائے۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں انہیں تفصیل سے بتایا۔ اور امام جماعت احمدیہ کے دورہ امریکہ سے بھی مطلع کیا۔ یہ رپورٹ ڈیٹن کے اخبار میں بھی شائع ہوگئی۔ اور جماعت کے لئے مفید ثابت ہوئی۔

ہمارا مقصد کلبوں میں شمولیت کا صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کہ جماعت کا تعارف ہو اور لوگوں کو دین حق کے بارہ میں بتایا جائے اور دین حق کے متعلق جو گمراہ کن پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ اس کا تدارک کیا جائے۔ اس لحاظ سے وانڈز ورتھ کے روٹری کلب نے خدا کے فضل سے اہم کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر عبد السلام

پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ سائنس دان اور ماہر طبعیات ڈاکٹر عبد السلام ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد انگلستان چلے گئے وہاں کیمبرج یونیورسٹی سے ریاضی اور طبعیات میں ایم ایس سی کی ڈگری لی۔ بعد ازاں اسی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ انہیں سینٹ جان کالج اور پرنسٹن یونیورسٹی امریکہ کا فیلو بھی منتخب کیا گیا۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان چلے آئے اور گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ ریاضی کے سربراہ مقرر ہوئے۔ اگلے سال ان کی خدمات پنجاب یونیورسٹی نے مستعار لے لیں۔ ۱۹۵۴ء میں پاکستان کے غیر معیاری تعلیمی ماحول سے دل برداشتہ ہو کر دوبارہ انگلستان چلے گئے۔ جہاں امپریل کالج لندن میں ریاضی کی لیکچرر شپ ملی۔ بعد میں شعبہ ریاضی کے صدر بنے۔ ۱۹۵۸ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ان کی سائنسی خدمات کے صلے میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔ ۱۹۵۷ء میں ہاپکنز پرائز کیمبرج' ۱۹۵۸ء میں کیمبرج یونیورسٹی کے ایڈمز پرائز' ۱۹۶۱ء میں فزکس سوسائٹی کا میکسویل میڈل' ۱۹۶۴ء میں مشیڈن میڈل' ۱۹۶۸ء میں اقوام متحدہ کا انعام "ایٹم برائے امن" ملا۔ کافی عرصہ تک صدر پاکستان کے سائنسی مشیر رہے۔ ریاضی اور طبعیات میں اعلیٰ تحقیق سے انہیں ساری دنیا میں شہرت حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۹ء میں انہیں طبعیات کا نوبل انعام ملا۔ وہ امپریل کالج لندن میں نظریاتی طبعیات کے پروفیسر ہیں۔ ٹریسٹ (اٹلی) کے مقام پر نظریاتی طبعیات کے بین الاقوامی مرکز کے بانی صدر ہیں۔ تیسری دنیا میں سائنس کی ترقی و ترویج کے لئے سب سے بڑے ادارے "تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنس" کے بھی بانی صدر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو دنیا بھر کے پچاس سے زیادہ ملکوں کی یونیورسٹیوں کی جانب سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں حاصل ہو چکی ہیں۔

(بچوں کا جنگ یکم دسمبر ۱۹۹۴ء)

بقیہ صفحہ ۴

کام ہے اور خدا کے کام پورے ہو کر رہتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو نیکی کے کاموں میں شمولیت اختیار کرنے کا موقع دیتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے۔

قضائے آسمان ست ایں بہر حالت شود پیدا

تم اگر خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

....

آپ کا خط ملا

☆ محترم سلیم شاہجہانپوری صاحب کراچی سے لکھتے ہیں

روزنامہ الفضل سے آپ کی آنکھ کے کامیاب آپریشن کی خبر ملی تھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ تادیر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات بجالانے کی توفیق پاتے رہیں۔ آمین

روزنامہ الفضل آپ کی ادارت میں ان ناسازگار حالات میں ترقی کی جو منازل طے کر رہا ہے وہ باعث اطمینان اور تسلی بخش ہیں اور تمام جماعت کی ضروریات اور مانگ کو پورا کر رہی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت و عمر میں برکت ڈالے اور آپ کا قلم اپنی جولانیاں برقرار رکھے۔ آمین

حضرت صاحب کے ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مجلس انصار اللہ عزیز آباد نے میری ساٹھ سالہ شعری و ادبی خدمات پیش کرنے کے لئے خاکسار کے ساتھ ایک شام کا انعقاد کیا جس کی رپورٹ زعیم انصار اعلیٰ اللہ جناب ڈاکٹر شیخ شریف احمد صاحب آپ کو روانہ کر رہے ہیں۔ خدا کے فضل کے بعد حضرت صاحب کی نگاہ کرم کے طفیل یہ مجلس بہت بارونق' کامیاب اور کیفیت وکمیت کے لحاظ سے یادگار مجلس قرار پائی۔ غیر از جماعت احباب بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے۔

☆ مکرم چوہدری خالد سیف اللہ صاحب ریٹائرڈ چیف انجنیئر واپڈا۔ سڈنی آسٹریلیا سے لکھتے ہیں

خاکسار' اور دوستوں کی طرح آپ کے مضامین جو بیتے ہوئے حالات و واقعات اور سلسلہ کے خدام کے تعارف و تذکرہ پر مبنی ہوتے ہیں بہت دلچسپی اور شوق سے پڑھتا ہے۔ پڑھ کر لگتا ہے ؎

دنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں جو کچھ مجھے دیا ہے وہ لوٹا رہا ہوں میں

کچھ عرصہ قبل آپ نے دوستوں کے ساتھ صبح کی سیر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ایک بار سیر کے دوران ایک بچی کو دیکھا جو تھک کر بیٹھی ہوئی تھی اور آپ سے اس پر نظم کہنے کی فرمائش ہوئی جو آپ نے پنجابی میں کہہ کر پوری کر دی جس کا ایک مصرع تھا میں تھک کے راہ وچ بہہ گئی آں۔ یہ پڑھ کر خیال ظاہر سے باطن کی طرف منتقل ہوا اور ربع صدی قبل کی پڑھی ہوئی ایک نظم مصلح الدین راجیکی صاحب کی ذہن میں آئی جس میں دعائیہ رنگ میں ایک تھکی ہاری روح اپنے مالک حقیقی سے پکار کرتی نظر آتی ہے۔ مجھے وہ نظم بہت اچھی لگی تھی لیکن بھول گئی ہے۔ کچھ اس طرح کی تھی۔

میں دیس پیا سے دور ہوئی کوئی دیس پیا کے لے جائے
لے سیس مری دکھیارن کی اور دید پیا کی دے جائے
یہ رات بڑی اندھیاری ہے اور یاس کا ہر سُو گھیرا ہے
میں راہ سے بھولی بھٹکی ہوں اور دور بسیرا تیرا ہے
میں ڈوبی پاپ کی دریا میں لو پکڑیو بالم باہوں کو
اک نیّا دہر میں تیری ہے تو سن لے ساجن آہوں کو
یہ دیکھ لے میرے نالے ہیں یہ سن لے میری آہیں ہیں
اس چڑیا رین بسیرے میں کیا بے کل دنیا والے ہیں

یہ مصرعے کچھ آگے پیچھے ہوئے ہوں گے۔ بہرحال اگر یہ نظم اور اپنی پنجابی کی نظم بذریعہ الفضل عنایت فرماسکیں تو بہت مہربانی ہوگی۔

☆ مکرم عبدالحمید صاحب ڈیفنس سوسائٹی لاہور سے لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں برکت دے۔ میری دائیں طرف فالج ١٢۔ ستمبر کو ہوا تھا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع اور دوسرے بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل قریباً ٧٠ فی صد صحت ہوئی ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مکمل شفا بخشے آمین۔

الفضل ٨۔ نومبر ١٩٩٤ کا غذی ہے پیرہن میں فٹ بال کا آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ ذہن ٣٨ سال پیچھے چلا گیا جب میں ٥٥-١٩٥٨ء سے میں برطانیہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا ایک کتاب JAMBO خریدی فرانس سے ساؤتھ افریقہ تک سفرنامہ ہے۔ نائیجیریا میں لیگوس کے ذکر میں ایک اخباری خبر میں فٹ بال میچ کا تذکرہ ہے جس کے ریفری کے طور پر ایک شخص مولوی این ایم سیفی کا ذکر ہے اس وقت دھیان آپ کی طرف گیا کیونکہ اس وقت پورے براعظم افریقہ میں آپ کا ہم نام شاید کوئی نہ ہو گا۔ اپنی کتابوں میں سے وہ کتاب تلاش کی اس کی فوٹو کاپی ارسال ہے آپ کے ریکارڈ کے لئے میرے بڑے بھائی مکرمی ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

میری بیٹی کا ایک میجر آپریشن ہوا ہے اس کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

☆ مکرم مجید احمد صاحب مبشر کراچی سے لکھتے ہیں۔

میں آپ کے اسلوب سے متاثر ہو کر یہ خط لکھ رہا ہوں۔ آپ نے اخبار الفضل کو جو روپ دیا ہے قابل ستائش ہے۔ اس سے یقیناً اس کی دلچسپی اور گیٹ اپ' کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ اور ایک مذہبی اخبار میں دنیاوی خبروں یا دیگر معلومات کو بھی شامل کیا جانا قابل تعریف ہے بہرحال یہ ایک جرأت مندانہ اقدام ہے اور اخبار کے لئے مفید بھی! دراصل یہ اخبار میں نے قریباً ١٠/١٢ سال بعد دیکھا ہے یعنی بغور مطالعہ کا شعور قریباً اتنے ہی عرصہ بعد بیدار ہوا ہے۔ یہ امر آپ کے لئے حیران کن تو ہو گا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ میں پچھلے اتنے ہی عرصہ سے دنیاوی امور سے بیگانہ رہا ہوں۔ گھر میں بند دراصل ١٩٨١ء میں میرا بچہ جو اس وقت انٹر میں زیر تعلیم تھا۔ اچانک گھر سے چلا گیا اور پھر آج تک اس کا کوئی پتہ نہیں۔ اس سے ذہن پر جو دباؤ ہو سکتا ہے اس کا اندازہ بھی بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ ذہنی پراگندگی کی وجہ سے میں دنیا سے بچ کے گھر میں بیٹھ رہا۔ ویسے بھی ذہنی شعور بہت متاثر ہوا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کوئی ڈیڑھ دو سال سے آہستہ آہستہ شعور بیدار ہونا شروع ہوا ہے پچھلے چند ماہ میں تو تیزی سے طبیعت بہتر ہو رہی ہے۔ اخبار الفضل کا اسلوب اور رنگ ڈھنگ دیکھا تو دل عش عش کر اٹھا۔ میری گزارش ہے کہ جو مختلف سلسلہ ہائے مضامین چل رہے ہیں۔ اگر ان پر تسلسل کے لئے نمبر لگائے دیئے جائیں تو بہتر ہو گا۔ یہ حقیقتاً ایک جرأت مندانہ اقدام ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

☆ مکرم صفدر نذیر صاحب گولیکی امیر و مربی انچارج بینن لکھتے ہیں۔

اخبار الفضل خدا کے فضل وکرم سے ہمیں مل رہا ہے۔ اور ہم اس سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

روزانہ شام کو الفضل میں سے معلومات سے بھرپور درس دیتا ہوں۔ جو بہت ہی مفید ثابت ہو رہا ہے۔ آپ کا مضمون جو سلسلہ وار چل رہا ہے "میری دعوت الی اللہ" یہ معلومات میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایمانوں میں زیادتی کا موجب بھی بن رہا ہے۔ اور ہم مربیان کے لئے دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں بہت سے نئے امور سامنے آرہے ہیں۔ اس کالم کو جاری رکھیں۔ ١٠۔ اکتوبر میں شائع شدہ میری دعوت الی اللہ مضمون میں جو آپ نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے ایک پمفلٹ FIVE POINT TO REMEMBER شائع کیا تھا۔ اس کا فرانسیسی میں ہی ہماری جماعت کے بعض ممبران نے ترجمہ کیا ہے۔ اور ہم نے

5 POINT A PROPOS DE JESUS

شائع کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے یہ آپ کے ہی پمفلٹ کا ترجمہ ہے کیونکہ ہم نائیجیریا جماعت سے انگریزی میں پمفلٹ لائے تھے۔ جس کا عنوان ہے

"FIVE POINT ABOUT JESUS"

ایک کاپی آپ کی خدمت میں بغرض دعا حاضر ہے۔ اس کی متعدد کاپیاں دیگر فرانسیسی ممالک میں بھیجی ہیں۔ خاکسار کے ذمہ ٥ ممالک ہیں۔ ان تک یہ پمفلٹ پہنچایا جارہا ہے۔ کہنا یہ ہے کہ آپ نے ایک کام کیا جو آج تک آگے سے آگے بڑھتا جارہا ہے اور یہ کیسا صدقہ جاریہ ہے کہ جس کی حد ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ثواب کو یوں ہی بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

ضروری بات یہ ہے کہ یہ پہلی مرتبہ فرانسیسی میں شائع ہوا ہے۔ آئیوری کوسٹ کے مربی انچارج صاحب کو اس کی کاپی بھیجی ہے"۔

☆ مکرمہ بیگم مرزا مبارک احمد صاحب (وفات یافتہ) حیدر آباد سندھ سے لکھتی ہیں۔

نہ جانے کیوں میں آج اپنے آپ کو ماضی کے تصور میں کھویا ہوا محسوس کرتی ہوں۔ اگرچہ بہت دور کا زمانہ ہے مگر اس وقت میرے بہت ہی قریب ہے جیسے کل کی بات ہو اک دبلی پتلی سمارٹ سی لڑکی کچی پہلی کی میری ہم جماعت میری ہی قطار میں ایک لمبے سے زمین پر بچھے ٹاٹ پر قاعدہ ہاتھ میں پکڑے آج کا سبق دہرا رہی ہے کیونکہ ہم اپنے لئے نہیں بلکہ استانی بی بی رحمت صاحبہ کے ڈر سے یاد کر رہی تھیں جن کی بڑی کرخت زور دار آواز ہوتی تھی تو اب پتہ چلا ہے یہ ہماری ساتھن بہن سکینہ بیگم تھیں اور یہ ساتھ غالباً پانچویں کلاس تک رہا اس وقت ہم اک بڑے ہال میں چٹائیوں پر بیٹھا کرتی تھیں۔ اور ایک نہایت خوش شکل اور خوش اخلاق استانی عنایت صاحبہ پڑھایا کرتی تھیں اور اس سکول کا نام نصرت جہاں سکول تھا۔ اور ظہر کی نماز استانی میمونہ صاحبہ باجماعت ہمارے ہال میں پڑھایا کرتی تھیں۔

سو مجھے آج فخر ہے اس روحانی بہن سکینہ بیگم پر جس کے سرتاج رفیق حیات ایک بہت بڑے عالم فاضل یادوں کے "ذخیرے" ذہین اور عظیم شاعر بھی ہیں (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے) حال میں ہی آپ کے لائق پوتے نے کراچی بورڈ سے میٹرک کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی ہے آپ دونوں کو بہت بہت مبارک ہو۔

اخبار الفضل کا انتظار سے برابر مطالعہ کرتی ہوں۔ اخبار ہاتھ میں آیا تو ہر چیز سے بے نیاز بھول کر مگن ہو جاتی ہوں...... سیفی صاحب کا اک اک لفظ پرانی یادوں کے ساتھ ساتھ چلتا ہے جیسے کہ روحانی قلم کی ریل چل رہی ہو ایسے بزرگوں کا ذکر خیر جن کو ہم نے چلتے پھرتے قادیان کی گلیوں میں دیکھا ہوا ہے ایسے مربیان کا دیار غیر ممالک میں مجاہدانہ زندگی گزارنے کے لئے رخصت ہونا اور ہمارا دوڑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر سٹیشن پر پہنچ جانا رخصت ہونے والے خوش نصیبوں کے اپنے امام کی تابعداری میں ہشاش بشاس گلے میں ہار پھول سجائے نمایاں نظر آتے دیکھ رہی ہوں۔ سیفی صاحب آپ کی تحریروں میں قادیان کے سکولوں کا ذکر استادوں کا ذکر حرف بحرف سچائی کے ساتھ جن میں کئی ایک تو میرے ذاتی عزیز رشتے دار بھی شامل ہیں۔ سرور میں ڈوب جانے والی باتیں .... سچ آپ کے ذہن کی یاد نے گویا پہاڑوں کے انبار لگائے روحانی علم و فضائل کے تو دریا بہا دیئے۔ اور شاعری کے سمندروں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ سیفی صاحب میرے ذہنی تاثرات کا تو یہ حال ہے کہ میں انہیں لفظوں میں بیان بھی نہیں کر سکتی۔

ان دنوں میرا پہلا اور آخری یہی کام ہے کہ میں ہر روز الفضل کا انتظار کروں..... خصوصاً آپ کی تحریروں سے لطف اندوز ہوں روحانی سرور حاصل کروں جس کی مجھے ضرورت ہے اور محترم سیفی صاحب کے لئے سب دعائیں جمع کروں جو کہ میرے دل میں ہر وقت بھری رہتی ہیں۔ رشک کرتے ہوئے آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں کہ کاش ہم بھی کسی قابل ہوتے۔ مگر یہ تو وہ خزانہ ہے جو کہ خوش نصیبوں کے حصے میں آتا ہے اور وہ ہماری روحانی بہن ساتھن سکینہ بیگم صاحبہ کے سرتاج ہی تو اس انعام کے حق دار ہیں جس سے قدرت نے انہیں نوازا ہے اللہ میاں زندگی اور تندرستی سے رکھے اس مجاہد احمدیت کو اور زیادہ سے زیادہ توفیق دے اور جب اس کی عمر کی دہائی میں جب جیل کی قید و بند ملی تو لگاتار دن رات کی شاعری نے دل ہلا دیئے دل میں بار بار پڑھتی تھی شفاف پانی کی طرح بہتے آنسوؤں کی لڑیاں پروتی کتنے عظیم ہیں ہمارے یہ مجاہد جو ایک لحہ کے لئے بھی نہ ڈگمگائے جو حضرت صاحب کے بھی پیارے اور جماعت کے بھی دلارے ہیں ہاں اس خوش نصیبی پر آپ دونوں اور آپ کے تمام اہل و عیال کو بہت بہت مبارک۔ سلامت رہو۔ آمین۔

عزیزہ راشدہ نسرین صاحبہ بنت رشید احمد صاحب نمبردار چک نمبر ۱۲ ⁄ ۱۱ تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال سے لکھتی ہیں۔

میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ سب کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے الفضل کو بہتر سے بہتر رنگ میں شائع کرنے کی توفیق دے اور ہمیشہ دشمن کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

گزشتہ کئی دنوں سے اخبار الفضل کچھ زیادہ ہی دلچسپ ہوتا ہے۔ ویسے تو میں الفضل باقاعدگی سے پڑھتی ہوں۔ لیکن جب سے آپ کے مضامین باقاعدگی سے شائع ہونے لگے ہیں۔ اخبار زیادہ دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ شائد اس کی ایک وجہ ڈش انٹینا ہو۔ کیونکہ ڈش انٹینا کے ذریعے مجھے کئی لوگوں کے پروگرام دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ جن کا ذکر آپ اپنے مضمون (کاغذی ہے پیرہن) میں کرتے ہیں۔ حالانکہ پہلے بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے تھے لیکن مجھے پڑھنے میں اتنا مزہ نہیں آتا تھا جتنا کہ اب آتا ہے۔ (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں)

اس کے علاوہ میں پورا اخبار بڑے شوق سے پڑھتی ہوں۔ میں اخبار میں تمام لکھنے والوں کو دل سے دعا دیتی ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو بہت اچھے رنگ میں جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اخبار الفضل دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ (آمین)

بقیہ صفحہ ۳

بقیہ صفحہ ۳

ناجائز کیا جائے۔ پھر امر واقعہ یہ ہے کہ ایک بچہ ایک مضمون میں کمزور ہے۔ اس کو اضافی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کو اگر کسی استاد کی ٹیوشن رکھوا دی جائے تو وہ بہتر نمبر حاصل کر لیتا ہے اگر ایسا نہ ہو سکے تو کئی بچے تعلیمی میدان میں پیچھے بھی رہ جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی بچہ کمزور ہے تو سکول والے اس کے لئے کیا انتظام کرتے ہیں؟ کیا ایسے بچوں کے لئے کبھی سکول والوں نے شام کو اضافی کلاسز لگائی ہیں۔ حساب وغیرہ ایسے مضامین ہیں جو اکثر مشکل ہوتے ہیں۔ کلاس میں استاد بچوں کو ایک طریق سمجھاتا ہے۔ کچھ بچے سمجھ جاتے ہیں کچھ کو سمجھ نہیں آتا۔ ایسے بچوں کی تعلیمی کمی کو دور کرنے کا اور کونسا ذریعہ ٹیوشن کے علاوہ موجود ہے؟

ٹیوشن اگر برائی ہے اور اس کو ختم کرنا ہے تو پہلے اس کا جواز اور ضرورت ختم کرنا ضروری ہے۔ کیا سکولوں کی انتظامیہ اس بارے میں کوئی قدم اٹھا سکتی ہے۔؟

بقیہ صفحہ ۱

بقیہ صفحہ ۱

نہیں آؤں گا۔ اس بچی کو بھی انہوں نے سمجھایا۔ اب میں براہ راست بھی سمجھا رہا ہوں۔ کہ اپنی کمزوریوں پر بھی نظر رکھو۔ باپ تمہاری خاطر بے اختیار ہو جاتا ہے اس کو تو ہم نے سمجھا دیا ہے لیکن اب اس کے نرم کلام سے وہ اثر اپنے اندر پیدا کرو جو اس کی سختی سے پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ تو خندہ پیشانی کا مضمون ہے نصیحت بھی کرو تو خندہ پیشانی سے کرو اور بسا اوقات خندہ پیشانی کا اثر سختی سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔

(از خطبہ ۴۔ نومبر ۱۹۹۴ء)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد یوسف صاحب اڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کچھ روز سے مختلف عوارض کی وجہ سے شدید علیل ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ کبھی کبھی بے ہوشی کی کیفیت ہو جاتی ہے اور اس وقت نہایت کمزوری محسوس کرتی ہیں۔

○ ایم ظفر اللہ گھمن صاحب ربوہ کی والدہ محترمہ سردار بیگم صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری نذیر احمد گھمن صاحب (وفات یافتہ) موضع پڑتانوالی تحصیل و ضلع سیالکوٹ کے پتہ کا اپریشن ۱۱-۱۲-۹۴ کو علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ میں ہو گا۔

○ مکرم رفیع الدین صاحب گولبازار ربوہ انمول ہسپتال لاہور میں ایک ہفتہ سے زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو شفا عطا فرمائے۔

اعلان داخلہ

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز H-9 اسلام آباد

جنوری ۱۹۹۵ء سے آغاز پذیر درج ذیل کل وقتی لینگویج کورسز میں داخلے کے لئے درخواست طلب کی ہیں

کورس	دورانیہ	کم از کم قابلیت
ا۔ سرٹیفکیٹ	۶ ماہ (ایک سمسٹر)	میٹرک یا اسکے مساوی
عربی' چائنیز' فرانسیسی' جرمن' ہندی' جاپانی' فارسی' افغان پرشین (دری) رشین' ہسپانوی' تاجک اور ترکش	-	-
۱۱۔ ڈپلومہ	۶ ماہ (ایک سمسٹر)	انٹرمیڈیٹ یا میٹرک
(ا) انگریزی	-	بمعہ این آئی ایم ایل سے لینگویج میں سرٹیفکیٹ یا اسکے مساوی
(ب) عربی' فرانسیسی' جرمن' ہندی' فارسی' افغانی' پرشین (دری) اور ترکش	۶ ماہ (ایک سمسٹر)	میٹرک معہ این آئی ایم ایل سے متعلقہ زبان میں سرٹیفکیٹ یا اسکے مساوی قابلیت
(ج) چائنیز' جاپانی اور رشین	۱۲ ماہ (دو سمسٹر)	ایضاً
۱۱۱۔ ڈپلومہ ان انٹرپریٹرشپ۔ عربی اور چائنیز	۱۸ ماہ (تین سمسٹر)	انٹرمیڈیٹ معہ این آئی ایم ایل سے متعلقہ زبان میں ڈپلومہ یا اسکے مساوی
۱۷۔ ایم اے۔ عربی' فرانسیسی' جرمن اور فارسی (ایم اے فارسی میں منتخب تمام طلباء کو ۵۰۰ روپے ماہوار بطور وظیفہ دیا جائے گا)	۲۴ ماہ (چار سمسٹر)	(ا) بی اے یا اس کے مساوی کم از کم سیکنڈ ڈویژن معہ متعلقہ زبان بطور اختیار مضمون ......یا...... بی اے / بی ایس سی کم از کم سیکنڈ ڈویژن معہ این ائی ایم ایل سے متعلقہ زبان میں ڈپلومہ یا اس کے مساوی۔ (ب) بی اے کے نتیجہ کے منتظر طلباء بھی مشروط طور پر داخلہ کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ (ج) زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ۲۶ سال ہے۔ غیر معمولی صورت میں عمر میں رعایت وائس چانسلر قائد اعظم یونیورسٹی کی منظوری سے مشروط ہو گی۔
۷۔ اردو (صرف برائے غیر ملکی طلباء)	۶ ماہ (ایک سمسٹر)	میٹرک یا اس کے مساوی
(ا) سرٹیفکیٹ	-	-
(ب) ڈپلوما	۶ ماہ (ایک سمسٹر)	میٹرک معہ این آئی ایم ایل سے سرٹیفکیٹ یا اس کے مساوی

مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ مورخہ ۲۰۔ نومبر ۹۴ء (راولپنڈی) ملاحظہ فرماویں۔

داخلہ فارم وصول کرنے کی آخری تاریخ ۱۲-۱۲-۹۴ مقرر ہے۔

(نظارت تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 10 دسمبر-1994ء
سردی میں نمایاں اضافہ ہوگیا ہے
درجہ حرارت کم از کم 6 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 20 درجے سنٹی گریڈ

○ کراچی کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر خصوصا اور ملکی حالات میں شدید خرابی کے پیش نظر عمومی طور پر مشہور سماجی رہنما عبد الستار ایدھی بطور احتجاج اپنا ملک چھوڑ کر لندن چلے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی جان سے مار دے گا اور الزام ایم کیو ایم یا دہشت گردوں پر لگا دیا جائے گا۔ وہ خاموشی کے ساتھ لندن گئے اور وہاں پر بی بی سی سے انٹرویو میں ساری باتیں کہیں انہوں نے کہا کہ کراچی میں میری جان خطرے میں ہے۔ آئے دن مجھے دھمکیاں ملتی رہتی ہیں۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف اپنے اہل خانہ کے ساتھ لندن روانہ ہو گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ائر پورٹ پر ان کی روانگی میں رکاوٹ ڈالی گئی جس پر انہوں نے قائم مقام صدر مسٹر وسیم سجاد سے فون پر بات کی۔ جس پر قائم مقام صدر نے حکام کو ہدایت کی کہ وہ نواز شریف کی روانگی میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔

○ چوہدری شجاعت حسین کی ضمانت منسوخ ہو جانے کی وجہ سے ان کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کی ضمانت سپیشل جج بنکنگ میاں قربان صادق اکرام نے منسوخ کی۔

○ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے حکومت نے ہمیں پریشان کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے یہ حکومت زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی۔ میں نے اوپن ٹرائل کو تسلیم کرتے ہوئے قبول کیا تھا کہ ملک قاسم سے ٹرائل کرا لیا جائے تو حکومت نہیں مانی۔ انہوں نے یہ گفتگو عدالت کے باہر کی۔ عدالت کے باہر حکومت کے خلاف نعرہ بازی بھی کی گئی۔

○ شیخ رشید نے اپنی نظر بندی میں توسیع کے خلاف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے خلاف توہین عدالت کی درخواست دائر کر دی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ہائی کورٹ میں کہا تھا کہ شیخ رشید کی نظر بندی میں توسیع نہیں کی جائے گی۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ موجودہ حالات کی انتہا اور حل صرف مارشل لاء ہے۔ کون آتا ہے اور کون جاتا ہے ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔

○ گزشتہ روز مسٹر غلام مصطفی جتوئی نے اراکین قومی اسمبلی کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ جس میں ایک اطلاع کے مطابق ۶۰- اراکین اور ایک دوسری اطلاع کے مطابق ۱۱۰- ارکان شریک ہوئے۔

○ مسٹر غلام مصطفی جتوئی نے کہا کہ کوئی مارشل لاء نہیں چاہتا مگر حالات اسی طرف دھکیلے جا رہے ہیں وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کراچی سے فوج کی واپسی کے فیصلہ پر حیرت ہوئی ہے۔ صورت حال تشویشناک ہوتی جا رہی ہے۔

○ معروف لوک گلوکارہ عابدہ پروین کے خاوند مسٹر غلام حسین لندن سے پاکستان آتے ہوئے طیارے میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ وہ ریڈیو کے سینئر پروڈیوسر تھے۔

○ شور کوٹ میں سپاہ صحابہ کے ایک کارکن کو قتل کر دیا گیا۔ شہر کے کاروباری مراکز احتجاجاً بند ہو گئے۔ کارکنوں نے ٹائروں کو آگ لگا کر ٹریفک بلاک کر دی۔ مولانا عبد الغفور جھنگوی نے اعلان کیا کہ جب تک قاتل گرفتار نہیں ہو جاتے مقتول کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔

○ ممتاز سیاستدان معراج محمد خان نے کہا ہے کہ مشترکہ فوجی مشقیں پاکستان کے لئے خطرناک ہوں گی۔ انہوں نے کہا کہ کراچی کے بحران کا واحد حل یہی ہے کہ حکومت الطاف حسین سے مذاکرات کرے۔

○ ۱۹۹۳ء میں سابق وزیر اعظم مسٹر نواز شریف نے اپنی وزارت عظمیٰ عدالت عظمیٰ کے ذریعے بحال ہونے کے بعد پنجاب میں اقتدار پر قبضہ جمانے کی جو کوششیں کیں۔ میاں اظہر کو صدر کی منظوری کے بغیر پنجاب کا ایڈمنسٹریٹر بنایا۔ رینجرز کے ذریعے صوبے پر انتظامی کنٹرول حاصل کرنے اور رینجرز اور پولیس کو آپس میں لڑانے کی جو کوشش کی۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر مسٹر نواز شریف کو بغاوت کا مجرم قرار دیا جا رہا ہے۔ وفاقی وزارت داخلہ اور وزارت قانون نے اپنی تحقیقات مکمل کر لی ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر مسٹر منظور احمد موہل وزیر اعلیٰ پنجاب پر دوران اجلاس برس پڑے اور کہا کہ وزیر اعلیٰ اکثر نوٹس طلبی پر تشریف نہیں لاتے انہیں آنا چاہئے۔

مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام: ۲۰ روپے، ۶۰ گرام: ۶۰ روپے، ۱۰۰ گرام: ۱۰۰ روپے
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن!
ناصر دواخانہ گول بازار ربوہ
فون نمبر ۵۲۴-۲۱۲۳۶ — لیسنس ۱۱۰